جناب اختر راہی

# ابونصر فارابی

فارابی کے نام ونسب، جائے ولادت، سیر وسیاحت کی تفصیلات حتیٰ کہ مقام وفات کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم مؤرخین کے جملہ بیانات سے فارابی کی زندگی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

## نام ونسب اور پیدائش

فارابی کا نسب نامہ یہ ہے: "محمد بن محمد بن اوزلغ بن ترخان۔ وہ ایرانی الاصل تھا مگر اس کے آباؤ اجداد ترکستان چلے آئے تھے اور ترکستان ہی میں ۲۵۹ھ مطابق ۸۷۰ء میں فارابی پیدا ہوا۔

ابن ندیم (م - ۳۸۵ھ) کا قول ہے کہ وہ "فاریاب" کا باشندہ تھا جو خراسان کا ایک مقام ہے۔ ابن ابی اصیبعہ (م - ۶۶۸ھ)۔ بیہقی (م - ۵۶۵ھ)۔ صاعد اندلسی (م - ۴۶۲ھ) قفطی (م - ۶۴۶ھ) اور ابن خلکان (م - ۶۸۱ھ) نے جائے ولادت "فاراب" لکھی ہے۔ ان مؤرخین کے متفقہ بیان کے پیشِ نظر ابن ندیم کا قول درست نہیں۔ نیز اگر وہ "فاریاب" نامی بستی کا باشندہ ہوتا تو فاریابی مشہور ہوتا، نہ کہ "فارابی"

"فاراب" کے محلِ وقوع کے بارے میں مؤرخین مختلف الرائے ہیں۔ صاعد اندلسی، قفطی اور ابن خلکان کی تحقیق کے مطابق فاراب بلادِ ترک کا حصہ ہے جو ماوراء النہر میں واقع ہے۔ ابن ابی اصیبعہ کی رائے یہ ہے کہ فاراب "خراسان" میں ایک بستی ہے۔

تاہم یہ اختلافِ رائے مقدسی کے بیان سے دور ہو جاتا ہے کہ فاراب دریائے جیحون کے کنارے ایک بستی ہے جسے ان دنوں اترار (OTRAR) کہا جاتا ہے۔ اسی تاریخی مقام پر ۸۰۷ھ میں امیر تیمور کا انتقال ہوا تھا۔

"فاراب" کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار بارٹولڈ نے لکھا ہے :

"فاراب" ایک جدید شہر تھا جس کی قدامت کی تردید اس طرح ہوتی ہے کہ دسویں صدی عیسوی کے مشہور سیاح اور جغرافیہ دان ابن حوقل اور اصطخری نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ مقدسی کی کتاب میں اس کا ذکر ہے جو دسویں صدی کے آخر میں پیدا ہوا۔"

مقالہ نگار کی یہ رائے درست نہیں۔ فاراب کا ذکر ابن خُرداذبہ نے کیا ہے جو ۳۰۰ھ میں فوت ہوا اور خُرداذبہ کو ابن حوقل اور اصطخری دونوں پر تقدم زمانی حاصل ہے۔

## تعلیم و تربیت

فارابی کی ابتدائی زندگی پردۂ اخفا میں ہے تاہم اتنا واضح ہے کہ اُسے بچپن ہی سے آبائی پیشہ سپہ گری سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی اور تعلیم کی طرف راغب تھا۔ فارابی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ اس نے کئی زبانیں سیکھ لی تھیں۔ ابن خلکان کے بیان کے مطابق وہ ستر سے زیادہ زبانیں جانتا تھا۔ غالباً ان ستر زبانوں میں ایک ہی زبان کے مختلف لہجے اور بولیاں بھی شامل ہیں۔

فارابی کے دورِ شباب میں منصور عباسی (م - ۱۵۸ھ) کی آباد کردہ بستی بغداد علم و فن کا گہوارہ تھی۔ بیس پچیس سال کی عمر میں فارابی بغداد چلا آیا تھا۔ بغداد سے حرّان گیا۔ حرّان کی بنیاد حضرت ابراہیمؑ کے چچا "ہاران" نے رکھی تھی۔ حران ہاران ہی کی تعریب ہے۔ طلوعِ اسلام سے بیشتر یہ شہر صابیوں کا مرکز تھا اور علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہاں بارہ ہیکل موجود تھے۔ جن میں کواکب کی پرستش کی جاتی تھی۔ ۱۷ھ میں اہلِ حرّان نے مسلمانوں کو جزیہ دینا قبول کیا اور حرّان میں اسلام کی روشنی پھیلنے لگی۔ تاہم حرّان کے عیسائی اہلِ علم ایک عرصے تک دادِ تحقیق دیتے رہے۔ حرّان میں فارابی نے یوحنّا بن خیلان سے اکتسابِ علم کیا۔ ابنِ خلکان نے یوحنّا بن خیلان کے ہم عصر ابوبشر متی بن یونس بغدادی کو بھی فارابی کا استاد بتایا ہے۔

فارابی نے اپنی تحریروں میں یوحنّا بن خیلان کا ذکر استاد کی حیثیت سے کیا ہے۔ مگر ابوبشر متی بن یونس کا نام نہیں لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبشر فارابی کا استاد نہیں بلکہ ایک معمّر

معاصر تھا۔ ابن خلکان (م- ۶۸۱ھ) کی روایت اس لیے بھی مسترد کی جا سکتی ہے کہ قفطی بھی ابوبشر کے بارے میں خاموش ہے۔

فارابی نے مشہور نحوی ابو بکر بن السراج سے بھی فیض اٹھایا اور اس طرح کئی دوسرے اشخاص کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کیا جنھیں تاریخ نے یاد نہیں رکھا۔

بغداد میں فارابی نے عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم پائی۔ اس سے بعض تذکرہ نگاروں کو یہ غلط فہمی لاحق ہو گئی ہے کہ بغداد جانے سے پہلے فارابی عربی زبان سے نابلد تھا۔ یہ رائے اس لیے غلط ہے کہ ترکستان میں عربی زبان ایک علمی و ادبی زبان کی حیثیت رکھتی تھی اور فارابی کا عربی سے قطعاً نابلد ہونا بعید از قیاس ہے۔ مزید برآں خاصی عمر میں عربی زبان سیکھ کر ایسی دستگاہ بہم نہیں پہنچائی جا سکتی جیسی فارابی کو حاصل تھی۔ اس نے عربی ہی کا اپنے خیالات و افکار کا ذریعۂ اظہار بنایا، عباس محمود مصری رقمطراز ہیں :-

"فارابی کو عربی زبان پر ماہرانہ دستگاہ حاصل تھی۔ وہ حسنِ ادا، خوبیٔ تحریر اور دلآویزیٔ بیان کا مالک تھا۔ دقیق معنی کو سبک اور ستھرے الفاظ میں اس طرح اور اس خوبی سے بیان کرتا تھا کہ وہ پانی ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس کی اس خوبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علمائے منطق میں سے بعض کا قول ہے کہ وہ معانی جزلہ کو الفاظِ سہلہ سے عام فہم بنا دیتا تھا۔ وہ تفہیم معنی کے ایسے راستے پر چلتا تھا جو ہر اعتبار سے مفید مقصد ہوتا تھا۔"

## سیر و سیاحت

ابنِ خلکان کے بیان کی رُو سے فارابی حرّان گیا۔ حرّان سے تحصیلِ علم کے بعد واپس بغداد آکر شغلِ تدریس میں منہمک ہو گیا۔ تصنیف و تالیف کا بڑا حصہ بغداد ہی میں مکمل ہوا۔ فارابی کی آزاد فطرت کسی جگہ و مقام کی پابند نہ تھی۔ چنانچہ اس نے نہ تو مسلمان بنایا اور نہ کسی ایک جگہ ٹِکا۔ بلکہ جستجوئے علم کے لیے قریہ قریہ اور بستی بستی گھومتا رہا۔ بغداد کے قیام کے دوران میں کبھی شام جا نکلتا اور کبھی خراسان۔

آخر کار فارابی، حنبلی پیروکاروں کی زیادتیوں، قرامطہ کی قتل و غارت و سیاسی اکھاڑ پچھاڑ اور

خاص کر ابن البریدی (م ـ ۳۳۰ھ) کے مظالم سے دل برداشتہ ہو کر بغداد سے حلب چلا گیا اور سیف الدولہ کے دربار سے منسلک ہو گیا۔

## سیف الدولہ کے دربار سے وابستگی

سیف الدولہ حمدان کا پوتا تھا جو ۳۰۱ھ یا ۳۰۳ھ میں پیدا ہوا اور صفر ۳۵۶ھ میں فوت ہوا۔ ہمدانی سلطنت قوت و حشمت کے اعتبار سے کسی اہم حیثیت کی مالک نہ تھی مگر سیف الدولہ کی علم پروری اور علما نوازی کی بدولت دربار میں فارابی جیسا فلسفی، ابوطیب متنبی جیسا شاعر اور ابوالفرج اصفہانی جیسا لاثانی ادیب موجود تھا۔

سیف الدولہ کے دربار میں فارابی کی آمد کا تذکرہ ابن خلکان نے یوں کیا ہے:

"فارابی ترکی وضع قطع میں ـ جس کا وہ ہمیشہ پابند رہتا تھا۔ اس محفل میں آیا اور کھڑا رہا۔ سیف الدولہ نے دیکھ کر بیٹھ جانے کو کہا۔ فارابی نے جواب دیا۔ "کہاں؟ جہاں میں ہوں یا جہاں آپ"؟

سیف الدولہ نے کہا: "جہاں آپ ہیں"۔

فارابی صف چیرتا ہوا مسند پر پہنچا اور اُسے وہاں سے ہٹانا چاہا۔ سیف الدولہ نے یہ دیکھ کر اپنے گرد کھڑے غلاموں سے مقامی زبان میں کہا جسے بہت کم لوگ جانتے تھے کہ" اس بڈھے نے بے ادبی کی ہے۔ میں اس سے چند سوال پوچھتا ہوں اگر جواب نہ دے سکے تو تم اسے بے وقوف بناؤ"۔

سیف الدولہ کے اس کلام کو سُن کر فارابی بول اُٹھا کہ" اے امیر! صبر کیجیے کہ تمام اشیا اپنے نتائج پر موقوف ہیں"۔ فارابی کے اس جواب پر سیف الدولہ حیران رہ گیا اور حیرت سے پوچھا کہ کیا آپ یہ زبان جانتے ہیں؟ فارابی نے کہا: میں ستر سے زیادہ زبانوں پر عبور رکھتا ہوں۔

اس مکالمے سے سیف الدولہ کے دل میں فارابی کی عزت و منزلت بڑھ گئی۔ بعد میں فارابی کی علما سے علمی بحث ہوئی جو نہایت دلچسپ رہی۔ سیف الدولہ فارابی کو خلوت میں لے گیا اور کہا "آپ کچھ کھانا چاہتے ہیں؟" فارابی نے انکار کیا۔ پھر

پوچھا: "آپ کچھ لینا چاہتے ہیں؟ فارابی نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ آخر میں اُس نے پوچھا۔"آپ کچھ سننا چاہتے ہیں"؟ فارابی نے اثبات میں جواب دیا۔ چنانچہ امیر نے گانے بجانے والی عورتوں کو طلب کیا۔ انھوں نے مختلف قسم کے ساز بجائے تو فارابی نے ان کے اندازِ غنا پر اعتراض کیا۔ سیف الدولہ نے پوچھا کیا آپ اس فن سے بھی واقف ہیں؟ فارابی نے جواب دے کر اپنی تھیلی سے چند لکڑیاں نکالیں۔ اور انھیں جوڑ کر بجانا شروع کر دیا جس سے تمام حاضرینِ محفل ہنسی سے لوٹن کبوتر بن گئے۔ پھر لکڑیوں کو کھول کر دوسرے انداز سے بجایا تو سب کی رونے سے ہچکی بندھ گئی اور تیسرے طریقے سے بجایا تو سب حاضرین محفل پر گہری نیند طاری ہوگئی حتیٰ کہ دربان بھی سو گئے"۔

## عادات و اطوار

فارابی خلوت پسند تھا اور ہنگاموں سے دُور رہ کر علم کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ بغداد سے اسی لیے بھاگ کر حلب پہنچا۔ اس نے عمر بھر شادی نہیں کی اور جاہ و مال سے دلچسپی نہ رکھی۔ مزاج میں قناعت تھی۔ سیف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہونے کے بعد وہ عیش و نشاط کی زندگی گزار سکتا تھا۔ اس کے باوجود وہ بیت المال سے صرف چار درہم یومیہ لیتا تھا اور جملہ ضروریاتِ زندگی اسی قلیل رقم میں پوری کرتا تھا۔ مؤرخین نے فارابی کی خودشناسی اور خودداری کا ذکر کیا ہے۔ اس نے درباداری کو پسند کیا اور نہ چاپلوسی ہی کی۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ پوری سلطنت میں وہ سب سے زیادہ صاف گو اور بے باک انسان تھا۔

## عقائد و افکار

فارابی عقیدۃً سنی تھا لیکن فلسفیانہ عقائد کی گرہ کشائی میں وہ روشن خیال تھا۔ فارابی پہلا مفکّر ہے جس نے فلسفہ کے ذریعے دین کو سمجھا اور تصوّف سے فلسفہ کو پہچانا۔ فارابی پر یہ فلسفہ ہی کا اثر ہے کہ وہ ذاتِ باری کو عقل و حرکت کا مجموعہ خیال کرتا ہے اور خیر و شر کو ارادۂ ازلی کا تابع تصوّر کرتا ہے۔

فارابی کے نزدیک فلسفہ کی غرض و غایت خداوند تعالیٰ کی معرفت کا حصول ہے۔ فارابی

آخرت پر پختہ یقین رکھتا ہے اور جزا و سزا کو برحق مانتا ہے ۔ رویتِ خداوندی کے سلسلے میں فارابی کا عقیدہ اہل سنت کا ہے ، تاہم وہ تاویل کے ذریعے اس کی تصدیق کرتا ہے ۔

امام غزالی (م ـ ۵۰۵ھ) کی رائے ہے کہ فارابی کا فلسفہ اسلامی عقائد سے قریب تر ہے ۔ حالانکہ خود امام غزالی فلاسفہ کے شدید مخالف ہیں ۔

اولیری لکھتا ہے کہ فارابی ہر جگہ پکا مسلمان معلوم ہوتا ہے اور وہ یونانی مفکر افلاطون و ارسطو کے اقوال کو قرآن کے سامنے کوئی اہمیت نہیں دیتا ۔

روزنتھال کے خیال میں فارابی پہلے مسلمان ہے اور پھر افلاطون و ارسطو کا معتقد اور یونانی مفکّرین کا شارح ۔

ابن خلکان نے فارابی کی عبادت و زہد پر شہادت دی ہے ۔ فارابی نے فلسفہ و حکمت کی تحصیل کے لیے جو لازمی شرائط قرار دیئے ہیں وہ اس کے "عقائد نامہ" کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ لکھتا ہے کہ :

> "جو شخص علم و حکمت کا شیدائی ہے ، اسے جوان ، صحیح المزاج اور نیک لوگوں کے اخلاق کا پابند ہونا چاہیئے ۔ سب سے پہلے اُسے قرآن پاک ، لُغت اور شرعی علوم کی تحصیل کرنی چاہیے ۔ اُسے پاکباز اور سچّا ہونا چاہیے ۔ بدکاری ، فریب خیانت اور مکروہ حیلوں سے اجتناب کرنا چاہیے ۔ اسے معاش کی طرف سے مطمئن ہونا چاہیے اور شریعت کے آداب میں سے کسی کو نہ چھوڑنا چاہیے علم اور علما کی عزّت کرنی چاہیے ۔ اسے یہ بھی چاہیے کہ وہ علم کو کسبِ معاش کا ذریعہ نہ بنائے ۔ جو اس کے خلاف عمل کرتا ہے وہ جھوٹا حکیم ہے ۔ اس کا شمار حکیموں میں نہیں ہو سکتا ۔ جس شخص کا علم دنیا میں اس کے اخلاق کی اصلاح اور تہذیب نہیں کرتا ، وہ آخرت میں بھی سعادت حاصل نہیں کر سکتا ۔ سعادت کی تکمیل مکارمِ اخلاق سے ہوتی ہے ، جس طرح درخت کی تکمیل پھل سے ہوتی ہے ۔"

**فارابی کی تصانیف :** فارابی ایک ہمہ گیر مصنف ہے ۔ اس نے مختلف علوم پر خامہ فرسائی کی

ہے اور نہایت کامیابی سے ان علوم کے مقاصد کو نبھایا ہے۔ مگر زیادہ تر تصانیف دستبرد زمانہ سے ضائع ہوگئیں۔ فارابی دورانِ تسویدِ کتب جدا جدا کاغذوں پر لکھتا تھا، اس لیے بعض اوراق ضائع ہوگئے اور چند کتابوں کے محض چند اوراق ہی ملے ہیں۔

منصور عباسی (م - ۱۵۸ھ) کے عہد میں یونانی علوم عربی زبان میں منتقل ہوگئے تھے اور ہارون و مامون کے عہد میں گراں قدر ذخائر جمع ہو چکے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ افلاطون و ارسطو کے افکار کا صرف ترجمہ ہوا تھا اور وہ یونانی کے بجائے عربی کے قالب میں ڈھل گئے تھے۔ تنقید و تبصرہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی تھی۔

فارابی پہلا مسلمان مفکر ہے جس نے یونانی مفکرین پر قلم اٹھایا اور اُن کے افکار کی تشریح و توضیح کی۔ ارسطو کے افکار پر اس قدر توجہ دی کہ "معلم ثانی" کے لقب سے معروف ہوا۔ جبکہ "معلم اوّل" بذاتِ خود ارسطو ہے۔

ڈی۔ اولیری کے بیان کے مطابق فارابی زبردست فلسفی تھا اور فلسفیانہ علوم میں مسلمانوں میں کوئی شخص اس کے مرتبے کو نہیں پہنچا۔ متاخرین نے فارابی کے فلسفے کو اپنایا اور اس کی تقلید کی۔ ابن خلکان لکھتا ہے:

> "ابن سینا نے فارابی کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس کے اندازِ بیان کی تقلید کی ہے۔"

حاجی خلیفہ کے خیال میں ابنِ سینا کی "کتاب الشفا" فارابی کی "تعلیم الثانی" کی تلخیص ہے۔ فلسفہ تو فارابی کا اہم موضوع تھا۔ اس کے علاوہ منطق بھی اس کی توجہات کا مرکز رہی ہے۔ فارابی کی جملہ کتابوں میں منطقی دلائل پائے جاتے ہیں۔ نفسیات، کیمیا، ریاضی اور سحر جیسے علوم پر بھی اس نے قلم اٹھایا ہے۔

فارابی کی تصانیف کا احصا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "تاریخ فلاسفۃ الاسلام" میں ڈی۔ اولیری نے ۱۱۳، ایم۔ ایم شریف نے ایک سَو سے زائد اور عباس محمود مصری نے "ایک سو ستره" کتابیں شمار کی ہیں۔ عباس محمود مصری کی پیش کردہ موضوع وار تفصیل یہ ہے:

منطق ۴۳ - علم تعالیم ۱۱ - طبیعات ۱۰ - الٰہیات ۱۱ - اخلاقیات ۷ -

سیاسیات، ۷۔ شروح وتعلیقات، ۱۱۔ متفرقات ۱۷۔

ان میں سے بیشتر کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ان کے عربی مخطوطے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔

## فارابی اور موسیقی

جیسا کہ سیف الدولہ کے دربار میں حاضری کے ذکر میں بیان کیا گیا ہے۔ فارابی ایک اچھا موسیقار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ رباب اس کی ایجاد ہے۔ ابراہیم موصلی (م۔ ۱۸۸ھ) اور زریاب (م۔ ۲۳۰ھ) کے بعد مسلمانوں میں جس نے موسیقی میں سب سے زیادہ شہرت پائی وہ فارابی تھا۔ فارابی نے "موسیقی الکبیر" اور "علم الانغام" میں یونانی موسیقی پر بحث کرتے ہوئے اس کی غلطیاں واضح کی ہیں۔ یورپ کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

## فارابی کی شاعری

فارابی سے کچھ اشعار بھی منسوب کیے جاتے ہیں۔ ابن خلکان نے چند اشعار پیش کیے ہیں مگر خود ہی شک وشبہ کا اظہار بھی کیا ہے۔ جدید مؤرخین اور فارابی کے سوانح نگاروں نے ان اشعار کو جعلی اور الحاقی قرار دیا ہے۔

## وفات

۳۳۵ھ-۹۴۶ء میں دمشق پر حمدانیوں کا قبضہ ہو گیا تو سیف الدولہ فارابی کو دمشق لے گیا۔ یہیں ۳۳۹ھ - ۹۵۰ء میں وفات پائی اور مدفون ہوا۔

**کتابیات :** ۱۔ وفیات الاعیان : ابن خلکان ، ۲۔ تاریخ الحکما ، ابن ابی اصیبعہ۔
۳۔ الفہرست : ابنِ ندیم ، ۴۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام : مقالہ "فارابی"
۵۔ تاریخ فلاسفۃ الاسلام : ڈی۔ اولیری ۔ ۶۔ کشف الظنون : حاجی خلیفہ۔
۷۔ الفارابی : عباس محمود مصری ۔ ۸۔ مسلمانوں کے افکار : ایم۔ ایم شریف
۹۔ احسن التقاسیم فی معرفت الاقالیم : مقدسی (ترجمہ فاروق)